Dhaka University Journal of Urdu

Volume: 8 Year: 2015

Department of Urdu
University of Dhaka ▪ Bangladesh

ڈھاکہ یونیورسٹی جرنل آف اردو

سال: دسمبر ۲۰۱۵ شمارہ: ۸

مدیر

پروفیسر ڈاکٹر محمد محمود الاسلام

مدیر معاون

پروفیسر ڈاکٹر محمد غلام ربانی

شعبۂ اردو

ڈھاکہ یونیورسٹی، بنگلہ دیش

ڈھاکہ یونیورسٹی جرنل آف اردو

سال: دسمبر ۲۰۱۵

شمارہ: ۸

سال اشاعت : ۹ نومبر ۲۰۲۰

ناشر : رجسٹرار، ڈھاکہ یونیورسٹی، ڈھاکہ، ۱۰۰۰، بنگلہ دیش

پریس : بیساکھی کریئشن، ۸۶ پرانہ پلٹن، ڈھاکہ

قیمت : ۱۰۰ ٹاکا (ایک ڈالر)

خط وکتابت کا پتہ : ایڈیٹر، ڈھاکہ یونیورسٹی جرنل آف اردو

شعبۂ اردو، ڈھاکہ یونیورسٹی، ڈھاکہ،۱۰۰۰

بنگلہ دیش

ای میل : du.urdujournal@gmail.com

ڈھاکہ یونیورسٹی جرنل آف اردو

سال: دسمبر ۲۰۱۵ شمارہ: ۸

سال اشاعت : ۹ نومبر ۲۰۲۰

مدیر

پروفیسر ڈاکٹر محمد محمود الاسلام

مدیر معاون

پروفیسر ڈاکٹر محمد غلام ربانی

مجلس ادارت

پروفیسر ڈاکٹر ابو محمد دلاور حسین
ڈین، فیکلٹی آف آرٹس، ڈھاکہ یونیورسٹی

پروفیسر ڈاکٹر جعفر احمد بھویاں

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسرائیل

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالرشید

پروفیسر شمیم بانو

فہرست

۱۔ دورحاضر میں اردوادب کے بنگلہ مترجم

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسرافیل 07

۲۔ اردو کے فروغ میں مدارس کا کردار

حسین البناء 19

۳۔ مسرور جہاں کی فکری اساس اور افسانہ نگاری

حفصہ اختر 27

۴۔ کلامِ غالب میں رنگِ تصوف

ڈاکٹر رشید احمد 45

۵۔ نوشاد نوری اور ان کی شاعری

ڈاکٹر رضاء الکریم 57

۶۔ ولی کی شاعری: ایک تنقیدی جائزہ

ڈاکٹر محمد رشید العالم 71

۷۔ کرشن چندر کے افسانوں میں عوام کی زندگی
شمیمہ نسرین 79

۸۔ احمد سعدی: حیات اور ادبی کارنامے
محمد شفیق الحسن شہاب 90

۹۔ نئی صدی میں اُردو ناول : جموں وکشمیر کے حوالے سے
ڈاکٹر شہناز قادری 103

۱۰۔ پاک بھارت میں اردو کی صورتِ حال
پروفیسر ڈاکٹر محمد شہید الاسلام 116

۱۱۔ غالبؔ شناس لطیف الزماں خاں
پروفیسر صغیر افراہیم 125

۱۲۔ اردو درس وتدریس میں ٹیکنالوجی کا استعمال
پروفیسر ڈاکٹر محمد غلام ربانی 130

۱۳۔ اقبال کی شاعری میں شرافت انسانی
محمد غلام مولا 138

۱۴۔ اکیسویں صدی کی پیش کردہ داستانیں
پروفیسر ڈاکٹر محمد کاظم 160

۱۵۔ بنگلادیش میں اردو تحقیق: ۱۹۷۱ سے تا حال
پروفیسر ڈاکٹر محمد محمود الاسلام 173

۱۶۔ بنگلہ اور اردو کے لسانی اشتراکات
پروفیسر ڈاکٹر محمد نصیر الدین 197

۱۷۔ بنگلہ دیش میں اردو کے فروغ میں خواتین کی خدمات
ڈاکٹر ا.ن.م احسان المالکی 208

۱۸۔ فیض احمد فیض کی غزل گوئی
ڈاکٹر وسیم انور 224

۱۹۔ اردو ماہنامہ ''الندوہ'' اور علامہ شبلی نعمانی
محمد یاسین 233

فیض احمد فیض کی غزل گوئی

ڈاکٹر وسیم انور

[Faiz Ahmad Faiz holds an important place in the history of Urdu poetry. Faiz also speaks bitterly in his gentle tone in such a way that the sweetness and eloquence of words and techniques is not lost. The best examples of ancient and modern inprogressive ghazal are not seen in anyone other than Faiz. This beautiful combination has created a layer in progressive Urdu ghazal. Instead of loud and disgusting thunder, they say in gestures what others have said with a shout. He is a representative poet of her time who worked with a beautiful combination of subject and art. Faiz is an important pillar of progressive poetry. The progressive role that his progressive ghazal poetry has played in the evolution of Urdu ghazal is unforgettable. His name will always live on in Urdu poetry as a sensitive, compassionate, humane and artistic poet]

فیض احمد فیض کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ اردو کے جن شعراء کو عالمی شہرت نصیب ہوئی ان میں فیض کا نام بھی شامل ہے۔ ترقی پسند شاعروں میں فیض کا نام سب سے نمایاں ہے۔ ان کی شاعری کا آغاز تحریک کی ابتدا سے پہلے ہو چکا تھا، لیکن شہرت تحریک میں شمولیت کے بعد ہی ملی۔

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو،، ڈاکٹر ایچ ایس گور یونیورسٹی، ایم پی، انڈیا

فیض احمد فیض کی غزل گوئی

فیض کے ابتدائی کلام میں رومان کی چاشنی اور روایت کی پابندی نظر آتی ہے، لیکن بعد کے کلام میں عصری مسائل کا شعور ان کے کلام پر غلبہ پالیتا ہے۔ انہوں نے رومانی روایات سے کبھی انحراف نہیں کیا اور اپنی شاعری کو رومان اور حقیقت کا سنگم بنا دیا۔ انھوں نے شعوری طور پر نظم کو اپنے اظہار کا ذریعہ بنایا، اس لئے ان کی نظموں میں بھرپور تغزل پایا جاتا ہے۔ فیض کی شاعری میں تغزل کی سحرکاری کا ذکر کرتے ہوئے رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

> ''فیض کی اصل خوبی ان کا وہ پیرایۂ اظہار ہے جس میں تغزل کا رنگ و آہنگ تہ نشین ہوتا ہے۔ یہی طرز بیان ان کی شاعری کا امتیازی وصف ہے۔ تعبیرات کی ندرت، تشبیہوں کی جدت اور لفظوں کا انتخاب و ترتیب کا وہ ڈھنگ جس سے نغمگی کی لہریں ابھرتی رہتی ہیں اس کے اہم اجزا ہیں۔''[1]

فیض کے کلام میں نظموں کی تعداد غزلوں سے زیادہ ہے۔ لیکن ان کی بے پناہ مقبولیت میں غزلوں کا اہم حصہ ہے۔ فیض زندگی کا گہرا شعور رکھتے ہیں، ان کے یہاں طبقاتی آویزش کی سمجھ موجود ہے، وہ انقلاب چاہتے ہیں، انقلاب کا انتظار کرتے ہیں، لیکن ان کی شاعری میں ہنگامہ آرائی نہیں ہے۔ فیض کی شاعری شعریت اور تغزل سے بھرپور ہے۔ جس کا تذکرہ کرتے ہوئے لطف الرحمٰن لکھتے ہیں:

> ''فیض نے تغزل اور شعریت میں انقلاب کو اس طرح حل کر دیا ہے کہ اختر شیرانی کی رومانیت اقبال کے انقلاب سے یا دوسرے لفظوں میں اختر کی عذرا، اقبال کے مرد قلندر سے ہم آغوش ہوگئی ہے، تغزل کا یہی رس شعریت کی یہی دلکشی فیض کو اقبال کے بعد اردو کا سب سے اہم اور مقبول شاعر بناتی ہے۔''[2]

فیض، اقبال کے بعد اردو کا سب سے اہم شاعر ہے، اس قول سے اختلاف کی گنجائش ہے، لیکن انھوں نے تغزل اور شعریت سے اپنی شاعری کو روایات سے اس طرح جوڑا کہ وہ ارتقاء کا اگلا قدم نظر آتی

ہے۔دوسرا پہلو یہ ہے کہ اقبال کے بعد فیض نے اردو نظم اور غزل دونوں میں اتنی شہرت پائی جو کسی دوسرے شاعر کو نصیب نہ ہوئی۔

فیض احمد فیض کی غزل گوئی کے مطالعے سے ان کے فکروفن کا بتدریج ارتقاء نظر آتا ہے۔فیض کی ابتدائی شاعری میں رومانی لب ولہجہ اور روایتی انداز میں عشق ومحبت اور حسن وادا کی پیش کش کا انداز ملتا ہے:

دونوں جہان تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شبِ غم گزار کے[۳]

فیض کی شاعری کا اہم موضوع رومانیت ہے۔رومانیت اُن کی طبیعت کا اہم عنصر ہے،وہ زندگی کی الجھنوں پریشانیوں اور تلخیوں کا سامنا ایک حساس شاعر کی طرح کرتے ہیں۔ان کی عشقیہ شاعری میں خاص طور پر محبوب کی شخصیت ان کے لیے جمالیاتی لذتوں اور لطافتوں کا مرکز بن جاتی ہے۔ادائے حسن کی معصومیت خواب ناز،رنگ و بو کا طوفان، بہار شباب، رسیلے ہونٹ، احمریں آنکھیں،مخملیں باہیں،رنگ پیراہن، بزم انجم،آبشار،سکوت خیال وشعور کی دنیا سے لے کر خاک وخون میں لتھڑے جسم جھلسی ہوئی ویرانیاں، چاندنی راتوں کا بے کار دہکتا ہوا درد، پراسرار کڑی دیواروں، مقتل گاہوں سوختہ اشکوں اور تاریک شگافوں تک ان کے جمالیاتی شعور کا احساس دلاتے ہیں:

سہل یوں راہ زندگی کی ہے
ہر قدم ہم نے عاشقی کی ہے[۴]

فیض کی غزلوں میں رومانی انداز کے پس پردہ انقلاب کا جذبہ ابھرتا ہے۔فیض کی طبیعت میں رومان رچا بسا ہوا تھا اور انقلاب ان کی فطرت تھی۔فیض کے بہترین اشعار وہی ہیں جہاں رومان وانقلاب کی ملی جلی کیفیت پائی جاتی ہے۔انہوں نے پرانے الفاظ وتراکیب اور قدیم تشبیہ واستعارے کو اپناتے

ہوئے اشتراکی خیالات وعصری حقیقتوں کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے:

ہمتِ التجا نہیں باقی
ضبط کا حوصلہ نہیں باقی
اک تری دید چھن گئی مجھ سے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں باقی5

فیض نے کلاسیکی الفاظ وتراکیب اور تشبیہات واستعارات میں بڑی کامیابی کے ساتھ سیاسی و انقلابی مفاہیم کی نئی جہت کا اضافہ کر دیا ہے۔ انھوں نے گل وبلبل اور قفس وصیاد کے حوالے سے ہی اپنے زمانے کے مسائل کو غزل میں بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری قدیم وجدید کا خوبصورت سنگم بن کر ابھرتی ہے:

چمن پہ غارت گلچیں سے جانے کیا گزری
قفس سے آج صبا بے قرار گزری ہے
در قفس پہ اندھیرے کی مہر لگتی ہے
تو فیض دل میں ستارے اترنے لگتے ہیں6

کلاسیکی روایات اور سماجی حقیقت نگاری کے امتزاج سے فیض کی شاعری جلا پاتی ہے۔ وہ روایت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ فیض نے غزل گوئی میں تغزل کی خصوصیات کا خاص خیال رکھا ہے۔ مختلف ترقی پسند شعراء بغاوت اور نعرے بازی پر اتر آتے ہیں، لیکن فیض کبھی بغاوت پر نہیں اُترتے وہ صرف انقلاب کا انتظار کرتے ہیں۔ ان کی غزلیں رومان اور انقلاب کا خوبصورت سنگم ہیں:

پھر نکلا ہے دیوانہ کوئی پھونک کے گھر کو
کچھ کہتی ہے ہر راہ ہر اک راہگزر سے

پھر آگ بھڑکنے لگی ہر سازِ طرب میں
پھر شعلے لپکنے لگے ہر دیدۂ تر سے ے

فیضؔ نے کلاسیکی شاعری سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ انہوں نے اپنی غزلوں میں روایتی الفاظ اور تشبیہ واستعارہ کو نئے معنی دیے ہیں۔ ان کی ہر غزل میں دو تین ایسے اشعار ضرور مل جاتے ہیں جن پر روایت کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ فیضؔ روایت میں اس قدر کھوئے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ان کا کلام شروع سے آخر تک روایتی رنگ و آہنگ سے متاثر دکھائی دیتا ہے۔ متعدد استاد شعراء میرؔ، سوداؔ، دردؔ، غالبؔ، مومنؔ، داغؔ اور اقبالؔ کے اثرات واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ بحور، ردیف وقوافی کے ساتھ ساتھ ان اساتذہ کے لب ولہجہ فیضؔ کے کلام میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ فیضؔ کی غزلیہ شاعری کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ انھوں نے عصری سیاسی وسماجی صورت حال کو کلاسیکی الفاظ وتراکیب اور استعارات وعلامات کے ذریعے پیش کیا۔ انفرادی اور جذباتی تجربات کو اسی کلاسیکی زبان میں بیان کیا ہے۔ فیضؔ ہر حال میں شاعری کی افادیت اور مقصدیت کے قائل ہیں اور عصری حسیت اور سیاسی شعور کو نمایاں اہمیت دیتے ہیں:

تیز ہے آج دردِ دل ساقی
تلخیٔ مے کو تیز تر کردے ۸
دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کردیا
تجھ سے بھی دل فریب ہیں غم روزگار کے ۹

آرزومندی فیضؔ کی شخصیت کی غیر معمولی توانائی کو ظاہر کرتی ہے۔ زندگی کے سخت ترین حالات میں بھی ان کی شاعری میں اداسی اور ناامیدی جگہ نہیں پاتی۔ وہ ہر حال میں چراغ آرزو سے اپنے دل و دماغ کو روشن رکھتے ہیں۔ یہ حوصلہ، امید اور آرزومندی ان کی شاعری کا قوی عنصر ہے:

دل نا امید تو نہیں ناکام ہی تو ہے

لمبی ہے غم کی شام مگر شام ہی تو ہے[10]
ان میں لہو جلا ہو ہمارا کہ جان و مال
محفل میں کچھ چراغ فروزاں ہوئے تو ہیں[11]

شاعری اور نثر کا ایک بنیادی فرق ترنم، نغمگی اور موسیقی ہے۔ شاعری کی تشکیل میں موسیقی کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ شاعری کا موسیقی سے وہی رشتہ ہے، جو چاند کا چاندنی سے اور پھول کا خوشبو سے ہوتا ہے۔ موسیقی ایک آفاقی زبان کہی جاتی ہے، جس سے ہر ذی روح لطف اندوز ہوتا ہے۔ فیض کی شاعری میں غنائیت اور موسیقیت اپنی دلکشی رکھتی ہے۔ ان کے یہاں موسیقی آمیز رواں بحروں کا انتخاب، صوتیاتی سطح پر مصرعوں میں لفظی برتاؤ و تخلیقی زبان کا اہتمام اور ردیف و قافیہ کے موزوں انتخاب سے اشعار میں نغمگی اور ترنم پیدا ہوتی ہے:

ہر اک قدم ازل تھا ہر اک گام زندگی
ہم گھوم پھر کے کوچۂ قاتل سے آئے ہیں[12]

فیض کی غزلوں میں نئے الفاظ و تراکیب کم ہی نظر آتے ہیں، لیکن پیرائیہ اظہار خود ان کا وضع کردہ ہے۔ انھوں نے اپنے تخلیقی جوہر سے مروجہ تراکیب رائج الفاظ اور روایتی تشبیہات و علامات کو ہی استعمال کرتے ہوئے ایک نیا جہان معنی عطا کیا ہے۔ غزل کی سب سے بڑی خوبی رمزیت وایمائیت ہے، یعنی دو مصرعوں کے درمیان کی خلا قاری اپنے ظرف کے مطابق پر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ فیض کی غزل میں متعدد مقامات پر قاری اپنے انداز میں سوچنے پر مجبور ہوتا ہے۔ رمز وایماء سے غزل کے اشعار میں معنویت کی تکمیل ہوتی ہے اور قاری اور شاعر کے درمیان انفرادی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ ہم آہنگی ایک سیاق وسباق کی متقاضی ہوتی ہے:

آتے آتے یوں ہی دم بھر کو رکی ہوگی بہار
جاتے جاتے یوں ہی پل بھر کو خزاں ٹھہری ہے[۱۳]

فیض کے تخلیقی محرکات میں جدوجہد آزادی، اشتراکیت، ذاتی تجربات واحساسات اور بین الاقوامی مسائل کی خاصی اہمیت ہے۔فیض حقیقت اور رومان کے شاعر ہیں، ان کے کلام میں غم جاناں اور غم دوراں کی کوئی حد بندی نہیں ہے، بلکہ ایک ہی پیکر میں یکجا ہوگئے ہیں۔فیض کا جمالیاتی احساس، انقلابی فکر پر قربان نہیں ہوتا اور نہ ہی انقلابی فکر جمالیاتی احساس پر قربان ہوتی ہے بلکہ ان دونوں کی آمیزش اور روایت سے استفادہ کرتے ہوئے اظہار کے نئے نئے پیرایوں کی تلاش ان کی انفرادیت کی ضامن ہیں:

مقام فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے[۱۴]

فیض کی شاعری میں اشتراکی خیالات اور عصری حقائق کی عکاسی صاف نظر آتی ہے۔ انھوں نے غزلوں میں پرانے الفاظ وتراکیب اور قدیم تشبیہ واستعارے کو نئے مفاہیم بخشے ہیں۔ بقول نسیم عباسی:

"فیض کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ انھوں نے غزل کے پرانے ڈکشن کو نئے مفاہیم اور مطالب بخش دیے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام ہر شاعر کے بس کا نہیں۔ پرانے الفاظ استعارات اور تراکیب فیض کی غزلوں میں نئی علامت بن کر آتے ہیں اور عصری سچائیوں اور حقیقتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔"[۱۵]

فیض ایک منفرد شاعر ہیں، ان کی انفرادیت کے تعلق سے عبدالمغنی لکھتے ہیں:

"...........وہ ایک بہت ہی منفرد فنکار ہیں، اپنے خیالات کے اظہار کے لیے بندھے ٹکے سانچوں پر اکتفا نہیں کرتے انھیں اپنی انفرادیت اور اس کی موزوں تشکیل کے لیے عائد ہونے والی ذمہ داری کا پورا شعور

ہے............''۱۶

مجموعی طور پر فیض احمد فیض اردو شاعری کی تاریخ میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں انہوں نے اپنے دور کے کئی موضوعات اور واقعات کو تخلیقی سطح پر محسوس کر کے نزاکتوں اور لطافتوں سے پیش کیا ہے۔ فیض اپنے نرم لہجے سے تلخ بات بھی اس طرح کہہ دیتے ہیں کہ الفاظ و تراکیب کی شیریں و شگفتگی ضائع نہیں ہوتی۔ ترقی پسند غزل میں قدیم و جدید کی بہترین مثالیں فیض کے علاوہ کسی اور کے یہاں نظر نہیں آتی ہیں۔ اس حسین امتزاج نے ترقی پسند اردو غزل میں تہہ داری پیدا کر دی ہے۔ فیض بے شک ترقی پسند شاعر ہیں لیکن ان کے یہاں عام ترقی پسندوں کی بے باکی نظر نہیں آتی۔ وہ بلند آہنگ اور گھن گرج کی بجائے اشاروں کنایوں میں وہی بات کہہ جاتے ہیں جو اوروں نے چیخ پکار کے ساتھ کہی ہے۔ وہ اپنے عہد کے ایک ایسے نمائندہ شاعرہ ہیں جنہوں نے موضوع اور فن کے خوب صورت امتزاج سے کام لیا۔ فیض ترقی پسند شاعری کے ایک اہم ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی ترقی پسند غزلیہ شاعری نے اردو غزل کے ارتقاء میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ نا قابل فراموش ہے۔ اردو شاعری میں ایک حساس، درد مند، انسان دوست اور فن شناس شاعر کی حیثیت سے ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

حواشی:

۱۔ رشید حسن خاں۔ فیض اور اس کی شاعری۔: رسالہ بحران جودھپور، ص ۱۰

۲۔ لطف الرحمٰن۔ ترقی پسند شاعری: سہ ماہی زبان و ادب، پٹنہ (اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۶ء)، ص ۵۰

۳۔ فیض احمد فیض۔ نسخہ ہائے وفا (کلیات فیض) مطبع: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۲۰۰۹ء، ص ۶۳

۴۔ ایضاً۔ ص ۲۳۴

۵۔ ایضاً۔ ص ۵۱

۶۔ ایضاً۔ ص ۱۳۲۔ ۱۳۳

۷۔ ایضاً۔ص۸۴

۸۔ ایضاً۔ص۵۵

۹۔ ایضاً۔ص۶۳

۱۰۔ ایضاً۔ص۲۶۰

۱۱۔ بیانِ غزل۔بحوالہ ریختہ ڈاٹ کام

۱۲۔ فیض احمد فیض۔نسخہ ہائے وفا (کلیاتِ فیض) مطبع: ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی ۲۰۰۹ء۔ص۲۴۰

۱۳۔ ایضاً۔ص۱۶۴

۱۴۔ ایضاً۔ص۲۶۴

۱۵۔ نسیم عباسی۔نقدِ فیض:۔ص۳۴

۱۶۔ عبدالمغنی۔جادۂ اعتدال:۔ص۱۱۲